تالیف

الشیخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی
ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی

المتوفی سنہ ۳۸۱ھ

مترجم

مولوی سید امداد حسین صاحب
ممتاز الافاضل

ناشر

الکساء پبلیشرز

آر۔ ۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

رحمت اللہ بک ایجنسی
بالمقابل بڑا امام بارگاہ کھارادر کراچی

انتساب

ان علم دوست خواتین و حضرات کے نام جو معصومین
علیہم السلام کے بتائے ہوئے احکامات کی معرفت چاہتے ہیں

نام کتاب: علل الشرائع (اردو)
مؤلف: شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
مترجم: مولوی سید حسن امداد صاحب ممتاز الافاضل
ناشر: الکساء پبلشرز R/159 سیکٹر 5-B-2 - نارتھ کراچی
فون : 645340
کمپوزنگ: مہوش اردو کمپوزیٹرز
اشاعت اول: ایک ہزار — (۱۹۹۲ء — ۱۴۱۳ھ)
قیمت: ۲۰۰ روپیہ

ناشر
الکساء پبلیشرز
آر۔۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

یہ فطرت انسانی ہے کہ انسان نامعلوم سے معلوم کی طرف لاعلمی کی تاریکیوں سے علم کی روشنی کی جانب اور عدم واقفیت سے واقفیت کی راہ پر گامزن ہونے کی جدوجہد میں ہر لحہ ہر آن مصروف رہتا ہے اور اپنی اسی فطرت کی بناء پر انسان خلاؤں سے گذر کر چاند تک جا پہنچا ہے اسی طرح شاید وہ ایک دن آسمانوں کی بلندیوں کو پا جائے۔ یہ تو مادی دنیا کی باتیں ہیں۔ روحانی دنیا کے بھی ہزاروں گوشے ہیں جن کا منکشف ہونا ابھی باقی ہے۔ اسی لئے مادی علوم کے ساتھ ساتھ روحانی علوم کا حاصل کرنا بھی حیات ابدی کے لئے بے حد ضروری ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ انسان کے دنیا میں دو طرح کے محسن ہوتے ہیں ایک وہ جو اس کے جسم کی نشو نما کرتے ہیں جیسے والدین، ڈاکٹر، حکیم وغیرہ۔ دوسرے وہ جو اس کی روحانی تعلیم و تربیت میں مدد کرتے ہیں جس کے لئے پروردگار عالم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اور مرسلین مبعوث کئے ائمہ طاہرین علیہم السلام نے ہدایات کا فریضہ انجام دیا۔ ان کے علاوہ وہ بزرگ ہستیاں جنہوں نے اپنی تمام زندگی دین کی خدمت میں گذار دی ہیں اور تعلیم و تدریس اور تالیف و تصنیف کا بار گراں اٹھاتے ہوئے احکام خداوندی اور اقوال رسولؐ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کو ہم تک پہنچایا۔ ایسے ہی محسنوں میں ایک نام جناب شیخ الصدوق (سب سے زیادہ راست گو) علیہ الرحمہ کا بھی ہے یہ امام زمانہ کی دعا کے اثر سے ایران کے شہر قم میں ۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۸۱ھ میں وفات پائی۔ تقریباً (۳۰۰) تین سو کتابیں تالیف و تصنیف کیں۔ جن میں من لا یحضرہ الفقیہ جو مذہب حقہ کی کتب اربعہ میں سے ایک ہے بھی شامل ہے۔

روحانی علوم حاصل کرنے سے قلب انسانی کو سکون حاصل ہوتا ہے جو بلاشبہ ایک دولت بے بہا ہے اب یہ خود انسان پر منحصر ہے کہ وہ کون سا دین اور کون سا مذہب اختیار کرتا ہے بہر حال کسی بھی دین و مذہب پر عمل پیرا ہونے کے لئے اس کی مبادیات اور ہدایات سے کماحقہ واقفیت ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دین کے پیروکار اپنے اپنے مذہب و مسلک اور عقائد کی اشاعت کے لئے جو کچھ کر سکتے ہیں کرتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے اپنے دین کی تشہیر و ترویج کے لئے بنیادی کتب جو کہ زیادہ تر یونانی، عبرانی، عربی اور فارسی زبانوں میں تھیں دنیا کی مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ شائع کئے جن میں اردو بھی شامل ہے لیکن تراجم کے سلسلے میں اہل تشیع کی پیش رفت غالباً سب سے کم ہے۔ پاکستان کی حد تک چند ناشرین نے ضرور کچھ کام کیا ہے اور کچھ عرصے سے ایران کے چند اداروں نے اردو تراجم شائع کرنے شروع کئے ہیں لیکن یہ سب مل کر بھی مذہب تشیع کی کل کتابوں کا عشر عشیر بھی نہیں ہوتے۔

زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے ایک زمانہ تھا کہ عربی کتابیں عام طور پر ہر شخص سمجھ سکتا تھا اور حسب توفیق مستفیض ہوتا رہتا تھا۔ پھر فارسی کا دور آیا اور کتابیں عربی سے فارسی زبان میں ترجمہ ہوئیں۔ آج کل عربی اور فارسی پڑھنے اور سمجھنے والے بہت کم ہیں اور عوام الناس میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اردو جو برصغیر کی مقبول ترین اور عام فہم زبان ہے پاک و ہند کے علاوہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت دنیا میں اردو بولنے، پڑھنے اور سمجھنے والوں کی تعداد تقریباً بیس (۲۰) کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔ لہٰذا اس امر کی ضرورت محسوس کی گئی کہ مذہب حقہ کی بنیادی اور اہم کتب کا ترجمہ اردو زبان میں کرایا جائے۔ ہم پروردگار عالم کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے ہیں اس کا لاکھ لاکھ شکر بجا لاتے ہیں کہ اس نے چہاردہ معصومین علیہم السلام کے صدقے میں ہم کو اس کا اہل کیا اور یہ سعادت ہمارے حصہ میں

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عبداللہ بیٹھے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں **اشھدان لاالہ الا اللہ وان محمدا عبدہٗ ورسولہ** آنحضرتؐ نے فرمایا بابا جان آپ کا ولی کون ہے؟ انہوں نے کہا اے فرزند ولی کون؟ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ علیؑ ہیں تو حضرت عبداللہ نے کہا علی میرے ولی ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اچھا اب آپ اپنے روضہ میں جائیں اور آرام فرمائیں اس کے بعد آنحضرتؐ نے اپنی ماں کی قبر کا رخ کیا اور اس کے بعد اس طرف دو رکعت نماز پڑھی جس طرح پدر بزرگوار کی قبر پر پڑھی تھی۔ پھر یک بیک قبر شق ہو گئی اور آپ کی والدہ گرامی کہتی ہوئی سنائی دیں۔ **اشھدان لا الہ الا اللہ وانک نبی اللہ ورسولہ** آنحضرتؐ نے کہا اے مادر گرامی اور آپ کا ولی کون؟ ان محترمہ نے فرمایا اے فرزند ولی کون؟ آنحضرتؐ نے فرمایا وہ یہی علی بن ابی طالب تو ہیں ان محترمہ نے کہا ہاں میرے ولی علی ہیں۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا اے والدہ گرامی اب آپ اپنی تربت اور روضہ میں جاکر آرام فرمائیں۔

حضرت ابوذر سے یہ واقعہ سن کر لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور کہا یہ جھوٹ بولتے ہیں ان کا گریبان پکڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گئے اور کہا یارسول اللہ آج انہوں نے آپؐ پر بہت بڑا جھوٹ لگایا۔ آنحضرتؐ نے پوچھا انہوں نے کیا جھوٹ لگایا؟ لوگوں نے کہا جناب نے ایسا ایسا کہا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کسی ایسے شخص پر جو ابوذر سے زیادہ صادق اللہجہ اور سچ بولنے والا ہو نہ اس نیلے آسمان نے کبھی سایہ کیا اور نہ زمین نے اس کے پاؤں چومے۔

عبدالسلام بن محمد کا بیان ہے کہ میں نے اسی خبر کو محمد بن عبدالاعلیٰ کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے کہا کیا تمہیں نہیں معلوم کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ جس صلب سے نکلے جس شکم نے آپ کو اٹھایا جس چھاتی نے آپ کو دودھ پلایا اور جس آغوش نے آپ کی پرورش کی ان سب پر جہنم حرام کردی ہے۔

(۲) بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن قطان انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن علی بن الحسین سکری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ذکریا جوہری غلابی بصری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عثمان بن عمران نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عباد بن صہیب نے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا یہ بتائیں کہ حضرت ابوذر افضل ہیں یا آپ اہلبیت علیہ السلام؟ آپ نے ارشاد فرمایا اے صہیب یہ بتاؤ کہ سال میں کتنے مہینے ہیں؟ میں نے عرض کیا بارہ۔ فرمایا ان میں حرمت کے مہینے کتنے ہیں؟ میں نے کہا چار۔ فرمایا کیا ان میں ماہ رمضان کا شمار ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا اب بتاؤ رمضان کا مہینہ افضل ہے یا حرمت کے مہینے۔ میں نے عرض کیا رمضان کا مہینہ۔ آپ نے فرمایا بس اس طرح ہم اہلبیت ہیں ہم لوگوں پر کسی کا قیاس و موازنہ نہیں کیا جاسکتا اور خود ابوذر ایک مرتبہ اصحاب رسول کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپس میں اس امت کے فضائل کا تذکرہ ہوا تو ابوذر نے کہا اگر اس امت میں سب سے افضل علی ابن ابی طالب ہیں وہ قسیم الجنۃ والنار ہیں وہ اس امت کے صدیق و فاروق ہیں وہ اس امت میں اللہ کی حجت ہیں یہ سن کر سب لوگوں نے منہ بنالیا اور ان کی بات کی نفی کی اور ان کی تکذیب کی۔ تو ابو امامہ باہلی ان میں سے اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور ابوذر کے قول اور لوگوں کے منہ بنانے اور ان کی تکذیب کو آنحضرتؐ کے سامنے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا اے ابو امامہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو اس آسمان کے نیچے اور اس زمین کے اوپر ابوذر سے زیادہ صادق اللہجہ اور سچ بولنے والا ہو۔

باب (۱۴۲) حضرت فاطمہ علیہ السلام کا نام فاطمہ کیوں رکھا

(۱) بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو سعید حسن بن علی ابن الحسین سکری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن ذکریا غلابی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عذرج بن عمیر طلحی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے بشر بن

ابراہیم انصاری نے روایت کرتے ہوئے اوزاعی سے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو ہریرہ سے ان کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہؑ سے محبت کرنے والوں کو جہنم سے چھڑا دیا ہے۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے بنی ہاشم کے ایک غلام محمد بن زیاد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے ایک ثقہ بزرگ نے جس کا نام یحییٰ بن اسحاق خزاعی ہے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن حسن بن حسن نے انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابوالحسن نے دریافت کیا کہ حضرت فاطمہ کا نام فاطمہ کیوں رکھا گیا؟ میں نے کہا اس نام میں اور دوسرے ناموں میں فرق ہے؟ انہوں نے کہا یہ بھی ناموں میں سے ایک نام ہے مگر یہ نام جو اللہ تعالیٰ نے ان کا رکھا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی بات کے ہونے سے پہلے ہی اس کا علم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم تھا کہ رسول اللہؐ مختلف قبائل میں شادیاں کریں گے اور وہ قبائل اس طمع میں کہ آنحضرت کی حکومت و وراثت میں ان کو پہنچے گی پہلے ہی وہ اپنی بیٹیاں دینے کو تیار تھے مگر جب حضرت فاطمہؑ پیدا ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کا نام فاطمہ رکھا اور یہ وراثت ان کی اولاد میں رکھ دی تو سب کٹ کر رہ گئے اور ان کی ساری طمع کی رسی کٹ گئی تو اس لئے فاطمہ کا نام فاطمہ ہے کہ انہوں نے سب کے طمع کی رسی کاٹ دی اور فطم کے معنی کاٹنے یا قطع کرنے کے ہیں۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن حسین سعد آبادی نے روایت کرتے ہوئے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن عبداللہ بن یونس بن ظبیان نے انہوں نے کہا کہ حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت فاطمہؑ کے نو نام ہیں۔ فاطمہ، صدیقہ، مبارکہ، طاہرہ، زکیہ، راضیہ، مرضیہ، محدثہ اور زہرا۔ پھر فرمایا تمہیں معلوم ہے لفظ فاطمہ کی تفسیر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا مولا آپ ہی بتائیں فرمایا فاطمہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر طرح کے شر و برائی سے الگ اور کٹی ہوئی ہے۔ پھر فرمایا اگر امیر المومنین علیہ السلام نہ ہوتے تو روئے زمین پر قیامت تک ان کا کوئی کفو نہ ہوتا خواہ آدم ہوں یا کوئی اور۔

(۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ رحمہ اللہ انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین سے انہوں نے محمد بن صالح بن عقبہ سے انہوں نے یزید بن عبدالملک سے انہوں نے حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے آپ نے فرمایا کہ جب حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پیدا ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے ایک ملک پر وحی کی اور اس نے آکر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان کو گویا کیا اور آپ نے ان کا نام فاطمہ رکھا اور کہا کہ اے فاطمہ میں نے تمہیں علم کے لئے الگ کیا اور میں نے تمہیں حیض سے بالکل جدا رکھا۔ اس کے بعد حضرت محمد باقر نے فرمایا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے علم ہی کے لئے سب سے جدا رکھا اور حیض سے عہد و میثاق کی بنا پر بالکل جدا رکھا۔

(۵) بیان کیا مجھ سے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن سنان سے انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے انہوں نے محمد بن مسلم ثقفی سے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرمارہے تھے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے لئے جہنم کے دروازے پر ایک پڑاؤ ہوگا اور جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر شخص کے ماتھے پر مومن یا کافر لکھ دیا جائے گا۔ پھر اسی اثنا میں ایک محب اہلبیت کو جس کے گناہ سب سے زیادہ ہوں گے حکم دیا جائے گا کہ اس کو جہنم کی طرف پہنچاؤ جب وہ دروازہ پر پہنچے گا تو حضرت فاطمہ اس کے ماتھے پر لکھا ہوا پڑھیں گی کہ یہ محب اہلبیت ہے۔ تو بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گی اے میرے اللہ اے میرے مالک تو نے میرا نام فاطمہ رکھا اور میری وجہ سے تو نے مجھ سے تولا رکھنے والوں اور میری ذریت سے تولا رکھنے والوں کو جہنم سے بری کردیا ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے تو ہرگز وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ تو اللہ ارشاد فرمائے گا کہ اے فاطمہ تو نے سچ کہا میں نے ہی تیرا نام فاطمہ رکھا اور تیری ہی وجہ سے تجھ سے محبت اور تولا رکھنے والوں کو اور تیری ذریت سے محبت اور تولا رکھنے والوں کو جہنم سے بالکل بری کردیا ہے۔ میرا وعدہ سچا ہے اور میں اپنے وعدہ کے خلاف کبھی نہیں کرتا۔ میں نے اس بندے کو جہنم کی طرف

لیجانے کا حکم صرف اس لئے دیا تھا کہ تم اس کی شفاعت کرو اور میں تمہاری شفاعت قبول کروں تاکہ میرے ملائکہ میرے انبیاء و رسل اور تمام اہل موقف پر واضح ہو جائے کہ میرے نزدیک تمہارا کیا مقام ہے۔ اب تم جس کی پیشانی پر مومن لکھا ہوا دیکھو اس کا ہاتھ پکڑو اور جنت میں داخل کردو

باب (۱۴۳) وہ سبب جس کی بنا پر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نام زہرا رکھا گیا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن معقل قرمسینی نے روایت کرتے ہوئے محمد بن زید جزری سے اور انہوں نے ابراہیم بن اسحاق نہاوندی سے انہوں نے عبداللہ بن حماد سے انہوں نے عمرو بن شمر سے انہوں نے جابر سے انہوں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آپ جناب سے دریافت کیا کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نام زہرا کیوں رکھا گیا؟ تو آپ نے فرمایا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان معظمہ کو اپنے نور سے خلق فرمایا اور جب یہ نور چمکا تو اس کی روشنی سے تمام آسمان اور زمین چمک اٹھی اور ملائکہ کی آنکھیں جھپک گئیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کے لئے جھک گئے اور عرض کی اے میرے اللہ اور اے میرے مالک یہ نور کیسا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کی طرف وحی کی کہ یہ نور میرے ہی نور سے پیدا ہوا ہے۔ میں نے اس کو اپنے آسمان میں ساکن کیا اس کو اپنی عظمت سے پیدا کیا اور اس کو میں انبیاء میں ایک ایسی نبی کے صلب سے نکالوں گا جو تمام انبیاء سے افضل ہوگا اور اس نور سے میں ایسے ائمہ کو پیدا کروں گا جو میرے حکم سے میرے حق کی طرف ہدایت کریں گے اور وحی کا سلسلہ پورا ہونے کے بعد ان ائمہ کو اپنی زمین پر اپنا خلیفہ قرار دوں گا۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے جعفر بن سہل صیقل نے روایت کرتے ہوئے محمد بن اسماعیل دارمی سے اور انہوں نے کسی شخص سے روایت کی اور اس نے محمد بن جعفر ہرمزانی سے روایت کی اور اس نے ابان بن تغلب سے روایت کی کہ میں نے دریافت کیا فرزند رسول زہرا علیہا السلام کا نام زہرا کیوں رکھا گیا؟ تو آپ نے فرمایا اس لئے کہ وہ اپنے نور کے ساتھ امیر المومنین کے سامنے دن میں تین مرتبہ ظاہر ہوتی تھیں ایک نماز صبح کے وقت ان کے چہرے سے نور ساطع ہوتا اور لوگ ابھی بستروں پر پڑے ہوئے ہوتے اور اس کی روشنی مدینے میں لوگوں کے حجروں اور مکانوں میں داخل ہوتی اور ان کے در و دیوار سفید نظر آتے تو لوگ دوڑے ہوئے رسول اللہ کے پاس آتے اور پوچھتے کہ یا رسول اللہ ہم یہ کیا دیکھ رہے ہیں تو آنحضرت ان لوگوں کو فاطمہ زہرا کے گھر کی طرف بھیج دیتے اور وہاں پہنچتے تو دیکھتے کہ فاطمہ زہرا اپنے مصلے پر بیٹھی ہوئی نماز پڑھ رہی ہیں اور ان کے چہرہ مبارک سے نور ساطع ہو رہا ہے اس سے وہ سمجھ جاتے کہ جو روشنی ہم نے دیکھی ہے وہ فاطمہ زہرا کے چہرے کے نور کی وجہ سے ہے۔ پھر جب دوپہر کا وقت ہوتا اور وہ نماز کے لئے تیار ہوتیں تو ان کے چہرے سے زرد رنگ کا نور ساطع ہوتا اور یہ زرد روشنی ان کے حجروں میں داخل ہو جاتی جس سے ان لوگوں کے لباس اور چہرے زرد نظر آتے اور وہ دوڑتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے جو کچھ دیکھتے اس کے متعلق سوال کرتے اور آنحضرت ان لوگوں کو حضرت فاطمہ کے گھر کی طرف بھیج دیتے وہاں پہنچ کر لوگ دیکھتے کہ فاطمہ زہرا محراب عبادت میں کھڑی ہیں اور ان کے چہرے سے زرد رنگ کا نور ساطع ہو رہا ہے تو سمجھ لیتے کہ جو کچھ انہوں نے دیکھا ہے وہ فاطمہ زہرا کے چہرے کے نور کے سبب ہے۔ اور جب شام ہوتی سورج غروب ہو جاتا تو حضرت فاطمہ زہرا کے چہرے کا رنگ سرخ ہو جاتا اور خوشی و شکر خدا کی وجہ آپ کے چہرے سے سرخ رنگ کا نور ساطع ہوتا اور یہ سرخ روشنی ہم لوگوں کے گھروں میں داخل ہوتی اور ان کے در و دیوار سرخ نظر آتے اور دوڑتے ہوئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے اور اس کے متعلق پوچھتے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو بیت فاطمہ کی طرف بھیج دیتے اور وہ دیکھتے کہ فاطمہ زہرا بیٹھی ہوئی تسبیح الٰہی پڑھ رہی ہیں اور آپ کے چہرہ مبارک سے سرخ نور ساطع ہو رہا ہے اور وہ سمجھ جاتے کہ یہ سرخی جو انہیں نظر آ رہی ہے وہ حضرت فاطمہ زہرا کے چہرے کے نور کی وجہ سے ہے اور یہ نور آپ کے چہرے پر مسلسل رہا یہاں تک کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو وہ ان کی طرف منتقل ہو گیا اور اب وہ تا قیامت ائمہ اہلبیت میں

ایک امام کے بعد دوسرے امام کی طرف منتقل ہوتا رہے گا۔

(۳) بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبدالعزیز بن یحییٰ جلودی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ذکریا جوہری نے روایت کرتے ہوئے جعفر بن محمد عمارہ سے انہوں نے اپنے باپ سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کا نام زہرا کیسے ہو گیا تو آپ نے فرمایا اس لئے کہ جب وہ معظمہ محراب عبادت میں کھڑی ہوتی تھیں تو آپ کا نور اہل آسمان کے لئے اس طرح ضو فگن ہوتا جس طرف اہل زمین کے لئے چاند چمکتا ہے۔

باب (۱۴۴) وہ سبب جس کی بنا پر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا نام بتول ہے نیز حضرت مریم علیہا السلام کا بھی

(۱) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن حسین بن علی بن الحسین بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بن اسباط نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن زیاد القطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو الطیب احمد بن محمد عبداللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن جعفر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہوئے اپنے آبائے کرام سے اور انہوں نے عمر بن علی سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بتول کا کیا مطلب ہے اس لئے کہ یا رسول اللہ ہم لوگوں نے آپ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ مریم بتول اور فاطمہ بتول؟ آپ نے فرمایا کہ بتول وہ عورت ہوتی ہے جو (خون حیض کی) سرخی کبھی نہیں دیکھتی یعنی اسے حیض کبھی نہیں آتا اس لئے کہ حیض دختران انبیاء کے لئے مکروہ و ناپسندیدہ ہے۔

باب (۱۴۵) وہ سبب جس کی بنا پر فاطمہ زہرا علیہا السلام دوسروں کے لئے دعا کرتی تھیں اور اپنے لئے کوئی دعا نہ کرتی تھیں

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن محمد بن حسن قزوینی المعروف بہ ابن مقبرہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عبداللہ حضرمی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے جندل بن والق نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عمر مازنی نے روایت کرتے ہوئے عبادة کلینی سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت علی ابن الحسین سے انہوں نے فاطمہ صغریٰ سے انہوں نے حضرت حسین ابن علی سے انہوں نے اپنے بھائی حضرت حسن ابن علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے آپ کا بیان ہے کہ میں نے اپنی والدہ گرامی حضرت فاطمہ زہرا کو دیکھا کہ وہ ہر شب جمعہ محراب عبادت میں کھڑی ہو جاتیں اور مسلسل رکوع اور سجود میں مشغول رہتیں یہاں تک کہ سپیدہ سحری نمودار ہو جاتا اور میں نے سنا کہ وہ نام بہ نام مومنین و مومنات کے لئے دعا فرماتیں اور ان کے لئے بہت بہت دعا کرتیں مگر اپنے لئے کوئی دعا نہ کرتیں ایک مرتبہ میں نے عرض کیا مادر گرامی جس طرح آپ دوسروں کے لئے دعا فرماتی ہیں اپنے لئے دعا کیوں نہیں کرتیں؟ تو انہوں نے فرمایا اے فرزند پہلے پڑوسی پھر اپنا گھر۔

(۲) بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد عبدالرحمان حاکم مروزی مقری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن جعفر مقری ابو عمرو نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن موصلی نے بغداد میں انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عاصم نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے

ابوزید الکحال نے انہوں نے روایت کی اپنے باپ سے انہوں نے حضرت موسیٰ بن جعفر سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے انہوں نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا جب دعا کرتی تھیں تو مومنین و مومنات کے لئے دعا فرماتی تھیں خود اپنے لئے دعا نہیں کرتی تھیں۔ تو ان سے کہا گیا بنت رسول آپ سب کے لئے دعا کرتی ہیں خود اپنے لئے کوئی دعا نہیں کرتیں۔ تو آپ نے فرمایا پہلے پڑوسی پھر گھر۔

باب (۱۴۶) وہ سبب جس کی بنا پر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا نام محدثہ رکھا گیا

(۱) بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن علی سکری نے روایت کرتے ہوئے محمد بن ذکریا جوہری سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے شعیب بن واقد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے اسحاق بن جعفر بن محمد عسکنی بن زید بن علی نے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو محدثہ اس لئے کہتے ہیں کہ آسمان سے ملائکہ نازل ہوتے تھے اور ان کو اس طرح پکارتے تھے جس طرح حضرت مریم بنت عمران کو پکارتے تھے اور کہتے تھے کہ اے فاطمہ تم کو خدا نے برگزیدہ کیا اور تمام گناہوں سے پاک و صاف رکھا اور ساری دنیا کی عورتوں میں سے تم کو منتخب کیا۔ اے فاطمہ اس کے لئے شکریہ میں اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کرو اور سجدہ و رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرتی رہو۔ تو حضرت فاطمہ ملائکہ سے باتیں کرتیں اور ملائکہ ان سے باتیں کرتے۔ چنانچہ ایک شبان معظمہ نے ملائکہ سے کہا۔ کیا مریم بنت عمران تمام دنیا کی عورتوں سے افضل و برتر نہیں ہیں؟ تو ملائکہ نے کہا کہ وہ اپنے زمانہ کی تمام دنیا کی عورتوں کی سردار تھیں اور اللہ نے تمہیں تمہارے زمانہ کی اور مریم کے زمانے کی بلکہ تمام اولین و آخرین عورتوں کی سردار بنایا ہے۔

(۲) میرے والد رحمہ اللہ نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن حسن مؤدب نے روایت کرتے ہوئے احمد بن علی اصفہانی سے انہوں نے ابراہیم بن محمد ثقفی سے انہوں نے اسماعیل بن بشار سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن جعفر حضرمی نے مصر میں جس کو تیس سال گذرے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سلیمان نے کہ محمد ابن ابی بکر سے کسی نے پوچھا کہ کیا ملائکہ انبیاء کے سوا کسی اور سے بھی باتیں کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا حضرت مریم نبی نہیں تھیں مگر محدثہ (ملائکہ سے بات کرنے والی) تھیں۔ اور موسیٰ بن عمران نبی نہیں تھیں مگر محدثہ تھیں۔ حضرت سارا زوجہ ابراہیم نبی نہیں تھیں مگر انہوں نے فرشتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور فرشتوں نے ان کو اسحاق کی پیدائش کی خوشخبری دی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی بھی۔ اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نبی نہیں تھیں مگر محدثہ تھیں۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ اس کتاب کے مصنف فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ بتایا ہے کہ اس نے عورتوں میں سے کسی کو رسول بنا کر لوگوں کی طرف نہیں بھیجا چنانچہ وہ کہتا ہے **وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیھم** (اور نہیں بھیجا ہم نے (رسول بنا کر) تم سے پہلے مگر یہ کہ وہ مرد ہی تھے جن کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے) سورہ الانبیاء۔ آیت نمبر ۷۔ یہ نہیں کہا کہ عورتوں کو لہٰذا محدث (ملائکہ سے بات کرنے والا) نہ رسول ہوتا ہے نہ نبی ہوتا ہے۔ اور جو یہ روایت کی گئی ہے کہ حضرت سلمان فارسی محدث تھے تو اس کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ان سے کون بات کرتا تھا تو آپ نے فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام اور یہ دونوں حضرات جن لوگوں سے بات کرتے تھے ان میں محدث صرف سلمان فارسی تھے اس لئے کہ ان سے یہ حضرات اپنی باتیں کرتے کہ جو علم الٰہی میں پوشیدہ اور مخزون تھیں اور جن کا متحمل سلمان فارسی کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا۔

باب (۱۴۷) وہ سبب جس کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ زہرا علیہا السلام کے اکثر بوسے لیا کرتے تھے

(۱) بیان کیا مجھ سے احمد بن حسن قطان نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسن بن علی سکری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ذکریا نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے جعفر بن محمد بن عمارہ کندی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے روایت کرتے ہوئے جابر سے اور انہوں نے حضرت ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام سے اور ان جناب نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ آپ فاطمہ زہرا کو اتنا قریب بلاتے ہیں گلے لگاتے ہیں اور ان کے بوسے لیتے ہیں اتنا تو آپ اپنی کسی لڑکی سے نہیں کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا بات یہ ہے کہ جبرئیل میرے پاس جنت کا ایک سیب لائے میں نے اسے کھایا اس کا پانی میرے صلب میں آگیا اور وہی پانی رحم حضرت خدیجہ میں منتقل ہوا اور فاطمہ کا حمل قرار پایا اس لئے فاطمہ میں جنت کی خوشبو محسوس کرتا ہوں۔

(۲) ان ہی اسناد کے ساتھ محمد بن ذکریا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عمر بن عمران نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبیداللہ بن موسیٰ العبسی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے جبلہ مکی نے روایت کرتے ہوئے طاؤس یمانی سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رسول اللہ کے پاس آئیں تو دیکھا کہ آپ حضرت فاطمہ کے بوسے لے رہے ہیں پوچھا کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر تم جان لو کہ مجھے فاطمہ سے کیوں اتنی محبت ہے تو تم فاطمہ سے اور زیادہ محبت کرنے لگو گی۔ سنو جب معراج میں مجھے چوتھے آسمان پر بھیجا گیا تو حضرت جبرئیل نے اذان دی اور میکائیل نے اقامت کہی اور مجھ سے کہا گیا کہ اے محمد آگے بڑھیں میں نے کہا اے جبرئیل تمہاری موجودگی میں میں آگے بڑھوں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و مرسلین کو ملائکہ مقربین پر فضیلت دی ہے اور آپ کی حقیقت تو خصوصی ہے۔ پس میں قریب گیا اور چوتھے آسمان کے سارے ساکنین کو نماز پڑھائی۔ پھر میں نے اپنے داہنی جانب مڑ کر دیکھا کہ حضرت ابراہیم جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں تشریف فرما ہیں اور ملائکہ کا ایک گروہ ان کو گھیرے ہوئے ہے۔ پھر میں پانچویں آسمان پر اس کے بعد چھٹے آسمان پر پہنچا تو مجھ سے پکار کر کہا گیا کہ اے محمد کتنے اچھے باپ ہیں تمہارے ابراہیم اور کتنے اچھے بھائی ہیں تمہارے علی۔ پھر جب میں حجاب ہائے نور تک پہنچا تو جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور جنت میں داخل کر دیا جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک درخت ہے جس کی جڑ نور کی ہے اور دو ملک ہیں جو اس کے لئے حلے اور سامان زیبائش تیار کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے میرے دوست جبرئیل یہ درخت کس کے لئے ہے؟ انہوں نے کہا یہ آپ کے بھائی علی ابن ابی طالب کے لئے ہے۔ اور یہ دونوں اس کے لئے قیامت کے دن تک حلے و آرائش تیار کرتے رہیں گے۔ پھر میں آگے بڑھا ایک رطب کا درخت دیکھا جو مکھن سے زیادہ ملائم، مشک سے زیادہ خوشبودار اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ میں نے ایک رطب اس میں سے لے کر کھالیا اور وہی رطب تحویل ہو کر میرے صلب میں نطفہ بن گیا اور جب معراج سے واپس آیا حضرت خدیجہ سے ہمبستر ہوا تو اسی سے فاطمہ کا حمل قرار پایا۔ پس فاطمہ زہرا جنت کی ایک حور ہے بشکل انسان اور جب میں جنت کا مشتاق ہوتا ہوں تو فاطمہ زہرا کی خوشبو سونگھ لیتا ہوں۔

باب (۱۴۸) وہ سبب جس کی بنا پر حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام نے وفات پائی تو امیر المومنین علیہ السلام نے انہیں غسل دیا

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن ادریس نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن ابی نصر سے انہوں نے عبدالرحمن بن سالم سے انہوں نے مفضل ابن عمر سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا مولا میں آپ پر قربان یہ بتائیں کہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو غسل کس نے دیا؟ آپ نے فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ جناب کی یہ بات گویا مجھے بہت عظیم معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ جو بات میں نے تمہیں بتائی ہے اس سے تم دل تنگ ہوگئے ہو؟ میں نے کہا ہاں کچھ ایسا ہی ہے میں آپ پر قربان نہیں تنگ دل ہونے کی بات نہیں۔ یہ معظمہ صدیقہ تھیں اور صدیقہ کو صدیق ہی غسل دیتا ہے کیا تمہیں نہیں معلوم کہ حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ ہی نے غسل دیا تھا۔

باب (۱۳۹) وہ سبب جس کی بنا پر حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام شب میں دفن کی گئیں دن میں دفن نہیں کی گئیں

(۱) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد بن محمد رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن ابی عبد اللہ کوفی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے موسیٰ بن عمران نخعی نے روایت کرتے ہوئے اپنے چچا حسین بن یزید سے انہوں نے حسن بن علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے اپنے والد سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا، کیا سبب تھا کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا شب میں دفن کی گئیں دن میں دفن نہیں کی گئیں؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ ان معظمہ نے وصیت کر دی تھی کہ میرا نماز جنازہ میں وہ دونوں مرد شریک نہ ہوں۔

(۲) بیان کیا مجھ سے علی بن احمد نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو العباس احمد بن محمد بن یحییٰ نے روایت کرتے ہوئے عمرو ابن ابی مقدام اور زیاد بن عبد اللہ سے ان دونوں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آیا اور بولا اللہ آپ پر رحم فرمائے کیا جنازے کے ساتھ آگ لیجائی جا سکتی ہے یا جنازے کے ساتھ انگیٹھی یا قندیل یا اس کے علاوہ کوئی شے جس سے روشنی ہوتی لے جانا درست ہے؟ اس کا یہ سوال سن کر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا سنو۔ ایک مرتبہ ایک بدبخت و شقی حضرت فاطمہ بنت رسول کے پاس آیا اور جھوٹ بولا کہ آپ کو کچھ خبر بھی ہے کہ علی نے ابو جہل کی دختر سے شادی کا پیغام دیا ہے۔ ان معظمہ نے کہا کیا تم سچ کہتے ہو؟ اس نے کہا میں سچ کہتا ہوں آپ نے اس سے تین مرتبہ پوچھا کیا تم سچ کہتے ہو؟ اور اس نے تینوں مرتبہ یہی جواب دیا کہ میں سچ کہتا ہوں۔ حضرت فاطمہ کو ایسی غیرت آئی کہ وہ اسے برداشت نہ کر سکیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے لئے غیرت اور مرد کے لئے جہاد فرض کر دیا ہے اور اس پر صبر اور برداشت کرنے والی کے لئے وہی اجر مقرر کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے ہے۔ چنانچہ حضرت فاطمہ کو اس کا بہت دکھ ہوا۔ تھوڑی دیر متفکر رہیں یہاں تک کہ شام ہو گئی اور رات آپہنچی تو آپ نے امام حسن کو داہنے کاندھے پر بٹھایا اور امام حسین کو بائیں کاندھے پر بٹھایا اور ام کلثوم کا بایاں ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ سے پکڑا اور وہاں سے اپنے پدر بزرگوار کے حجرہ میں آگئیں۔ اور جب حضرت علی آئے تو دیکھا کہ اپنا حجرہ خالی ہے اور فاطمہ نہیں ہیں۔ اس سے حضرت علی کو بڑا دکھ ہوا انہیں معلوم نہ تھا کہ قصہ کیا ہے۔ اور انہیں حضرت فاطمہ کو ان کے پدر بزرگوار کے حجرے سے بلاتے ہوئے شرم آئی۔ آپ اپنے حجرے سے نکل کر مسجد میں آئے کچھ نمازیں پڑھیں پھر مسجد کی کچھ ریت جمع کی اور اس کو تکیہ بنا کر لیٹ رہے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ فاطمہ بہت رنجیدہ ہیں تو آپ نے ان کے ہاتھ منہ دھلائے اس کے بعد لباس زیب تن کیا مسجد میں آئے اور مسلسل نماز پڑھتے رہے اور رکوع و سجود کرتے رہے اور جب دو رکعت نماز پڑھ لیتے تو دعا کرتے بار الہا تو فاطمہ کے حزن و غم کو دور کر کیونکہ جب آپ فاطمہ کے پاس آئیں تھیں تو دیکھا تھا کہ وہ کروٹیں بدل رہی ہیں اور ٹھنڈی سانسیں لے رہی ہیں۔

مگر جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ فاطمہ کی نیند اچاٹ ہے اور انہیں قرار نہیں۔ فرمایا بیٹی اٹھو وہ اٹھیں تو امام حسن کو گود میں لے لیا اور حضرت فاطمہ نے حسین کو گود میں لے لیا اور ام کلثوم کا ہاتھ پکڑا اور حضرت علی کے پاس پہنچے اور دیکھا کہ وہ لیٹے ہوئے ہیں آنحضرتؐ نے اپنا پاؤں حضرت علی کے پاؤں پر رکھا اور کہا اے ابو تراب اٹھو تم نے کتنے لوگوں کے سکون کو خراب کیا جاؤ ابو بکر کو ان کے گھر سے اور عمر کو ان کی نشست گاہ سے اور طلحہ کو بلاؤ۔ حضرت علی گئے اور ان سب کو بلا لائے جب یہ سب جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی کیا تمہیں نہیں معلوم کہ فاطمہ میری پارہ جگر ہے وہ مجھ سے ہے میں اس سے ہوں جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی اور جس نے میرے مرنے کے بعد اسے اذیت دی ایسا ہی ہے جیسا اس نے میری زندگی میں اسے اذیت دی اور جس نے میری حیات میں اس کو اذیت دی ایسا ہی ہے جیسے اس نے میری موت کے بعد اسے اذیت دی۔ حضرت علیؑ نے کہا جی ہاں مجھے معلوم ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا پھر تم نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت علیؑ نے کہا میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے جو خبر فاطمہ تک پہنچی ہے وہ غلط ہے اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے بلکہ میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ یہ سن کر فاطمہ زہرا خوش ہو گئیں اور اس طرح مسکرائیں کہ ان کے دندان مبارک نظر آنے لگے اور وہ دونوں (حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر) آپس میں کہنے لگے تعجب ہے اس وقت رات گئے صرف اتنی سی بات کے لئے ہم لوگوں کو بلایا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کی انگلیوں میں انگلیاں ڈالیں اور آپ نے امام حسن کو گود میں اٹھایا حضرت علی نے امام حسین کو گود میں اٹھایا فاطمہ زہرا نے ام کلثوم کو گود میں اٹھایا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب کو لئے ہوئے حضرت علی کے حجرے میں پہنچے اور ان لوگوں پر ایک کملی چادر ڈال دی اور رخصت ہوئے اور باقی رات نمازیں پڑھتے رہے۔

پھر جب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا مرض الموت میں مبتلا ہوئیں تو وہ دونوں عیادت کے لئے آئے اور ان سے ملاقات کی اجازت چاہی تو حضرت فاطمہ نے ان دونوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابو بکر نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا کہ میں جب تک فاطمہ سے ملاقات کر کے ان کو راضی نہ کر لوں گا کسی مکان کی چھت کے سایہ میں نہ جاؤں گا۔ چنانچہ ایک شب انہوں نے البقیع کے میدان میں بسر کی اور کھلے آسمان کے نیچے رہے۔ پھر حضرت عمر علی ابن ابی طالب کے پاس آکر بولے ابو بکر ایک بوڑھے اور نرم دل کے آدمی ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار میں رہے اور انہیں رسول کی صحبت کا شرف بھی حاصل ہے۔ ہم لوگ فاطمہ کے پاس کئی مرتبہ آئے کہ وہ ہمیں ملاقات کی اجازت دیں تاکہ ان سے مل کر ان سے صلح صفائی کر لیں مگر انہوں نے اجازت دینے سے انکار کیا اب اگر تم اجازت دلا سکتے ہو تو دلا دو۔ حضرت علی نے کہا اچھا۔ یہ کہہ کر آپ فاطمہ زہرا کے پاس گئے اور کہا۔ اے بنت رسول ان دونوں نے جو کچھ کیا وہ تو تم نے دیکھ ہی لیا ہے اور یہ بار بار کئی مرتبہ تم سے ملاقات کے لئے آئے مگر تم نے انہیں اجازت نہ دی اب انہوں نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ تم سے انہیں ملاقات کی اجازت دلا دوں؟ حضرت فاطمہ نے فرمایا خدا کی قسم میں ان دونوں کو ملاقات کی ہرگز اجازت نہ دوں گی اور سرے سے کوئی بات ہی نہ کروں گی یہاں تک کہ میں اپنے پدر بزرگوار سے بات کروں گی اور ان دونوں نے میرے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کی شکایت کروں گی۔ حضرت علیؑ نے کہا مگر میں نے ان دونوں سے وعدہ کر لیا ہے کہ اجازت دلا دوں گا۔ حضرت فاطمہ نے کہا اچھا اگر آپ نے وعدہ کر لیا ہے تو یہ گھر آپ ہی کا ہے عورتیں مردوں کی تابع ہوتی ہیں میں آپ کی مخالفت نہیں کروں گی۔ جسے چاہے آنے کی اجازت دے دیجئے۔ یہ سن کر حضرت علی باہر نکلے اور ان دونوں کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ جب دونوں اندر آئے اور انہوں نے فاطمہ زہرا کو دیکھا تو سلام کیا مگر انہوں نے ان دونوں کو سلام کا کوئی جواب نہ دیا اور ان دونوں سے منہ پھیر کر دوسری کروٹ ہو لیں اسی طرح کئی مرتبہ ہوا کہ جب وہ لوگ ادھر آتے وہ معظمہ ادھر منہ پھیر کر اس کروٹ ہو جاتیں اور جب ادھر جاتے تو آپ منہ پھیر کر اس کروٹ ہو جاتیں جب دیکھا کہ یہ لوگ نہیں مانتے تو حضرت علی سے کہا اے علی ذرا چادر سے کپڑا کشادہ کر دیجئے اور پاس کی جمع ہوئی عورتوں سے کہا تم سب مجھے اس کروٹ پھیر دو۔ جب عورتوں نے کروٹ پھیر دیا تو وہ دونوں ادھر آئے اور ابو بکر نے کہا اے بنت رسولؐ

دونوں تمہاری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور تمہاری ناراضگی سے بچنے کے لئے تمہارے پاس آئے ہیں اور تم سے درخواست کرتے ہیں تم ہمیں معاف کردو۔ اور جو کچھ ہم لوگوں نے تمہارے ساتھ کیا اسے درگزر کرو۔ معظمہ نے فرمایا میں تم لوگوں سے سرے سے ایک بات بھی نہ کروں گی اور جب اپنے پدر بزرگوار کے پاس پہنچوں گی تو تم لوگوں کی اور تم لوگوں نے جو کچھ میرے ساتھ کیا ہے اس کی شکایت کروں گی۔ ان دونوں نے کہا ہم تم سے معذرت خواہی کے لئے، رضا چاہنے کے لئے آئے ہیں ہمیں بخش دو درگزر کرو اور جو کچھ ہم لوگوں سے ہوا اس کا مواخذہ نہ کرو۔ یہ سن کر وہ معظمہ حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئیں اور کہا میں ان دونوں سے کوئی ایک بات بھی نہ کروں گی جب تک کہ یہ دونوں میری ایک بات کا جواب سچ سچ نہ دے دیں جو ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے اگر انہوں نے اس کی تصدیق کی تو اس کے بعد میں پھر ان گفتگو کے متعلق دیکھوں گی۔ ان دونوں نے کہا ہاں ہاں یہ پوچھیں ہم لوگ سچ سچ اور ٹھیک ٹھیک کہیں گے۔ ان معظمہ نے فرمایا میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دے کر پوچھتی ہوں کیا تمہیں یاد ہے ایک مرتبہ علی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شب کے اندر تم دونوں کو بلایا تھا۔ انہوں نے کہا ہاں ہاں یاد ہے۔ فرمایا تم لوگوں کو خدا کی قسم دے کر پوچھتی ہوں کہ کیا تم لوگوں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے اور میں اس سے ہوں جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی اور جس نے میری موت کے بعد اس کو اذیت دی گویا اس نے میری حیات میں اس کو اذیت دی اور جس نے میری حیات میں اس کو اذیت دی گویا اس نے میری موت کے بعد اس کو اذیت دی ان دونوں نے کہا ہاں سنا تھا۔ ان معظمہ نے فرمایا الحمد اللہ (کہ تم نے اقرار کیا) پھر فرمایا کہ پروردگار تو گواہ رہنا اور جہاں پر جتنے لوگ موجود ہیں وہ گواہ رہیں کہ ان دونوں نے مجھے میری زندگی میں اذیت دی میری موت کے وقت مجھے اذیت دی خدا کی قسم میں ان دونوں سے ہرگز کوئی بات نہیں کروں گی۔ جو کچھ بھی تم لوگوں نے ہمارے ساتھ کیا ہے اس کی شکایت میں اللہ سے وقت ملاقات کروں گی۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر نے آہ و زاری شروع کر دی اور چیخنے لگے اور کہنے لگے کاش میری ماں نے مجھے پیدا ہی نہ کیا ہوتا۔ تو حضرت عمر نے کہا لوگوں پر تعجب ہے کہ تم جیسے بوڑھے اور فاتر العقل کو انہوں نے اپنا خلیفہ کیسے بنالیا۔ تم ایک عورت کے ناراض ہونے پر ہائے وائے کروگے اور اس کے راضی ہونے پر خوش ہوگئے۔ اگر ایک عورت ناراض ہو جائے تو اس سے کسی کا کیا بگڑتا ہے یہ کہہ کر دونوں کھڑے ہوئے اور باہر نکل گئے۔ اور جب فاطمہ کے دل نے کہا کہ اب موت قریب ہے تو ام ایمن کے پاس آدمی بھیجا جن پر معظمہ کو عورتوں میں سب سے زیادہ بھروسہ تھا ام ایمن میرا دل کہتا ہے کہ اب موت قریب ہے فوراً علی کو بلا لاؤ وہ گئیں اور انہیں بلا لائیں جب حضرت علی آئے تو انہوں نے کہا اے میرے ابن عم میں چاہتی ہوں کہ آپ سے چند وصیتیں کروں۔ مگر اسے بھول نہ جانا یاد رکھنا۔ حضرت علیؑ نے کہا کہو کیا کہنا چاہتی ہو انہوں نے کہا آپ میرے بعد فلاں عورت سے نکاح کریں تاکہ وہ میرے بچوں کی میری ہی طرح دیکھ بھال کرے اور ایک تابوت بنائیں جس کی شکل ملائکہ نے مجھے بنا کر دکھائی ہے۔ حضرت علیؑ نے کہا مجھے بتاؤ وہ تابوت کس شکل کا ہوگا تو ان معظمہ نے تابوت کی شکل جیسا کہ انہوں نے بذریعہ ملائکہ بتلائی گئی کھینچ کر دکھائی پھر کہا اور جب میں مر جاؤں تو اس وقت میرے تجہیز و تکفین کا سامان کیجئے گا خواہ رات ہو خواہ دن ہو اور دشمنان رسولؐ میں سے کوئی ایک بھی میرے جنازے میں نہ آئے۔ حضرت علیؑ نے کہا اچھا میں ایسا ہی کروں گا۔ پس جب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا انتقال ہو گیا تو وہ نصف شب کا وقت تھا۔ حضرت علیؑ نے فوراً تجہیز و تکفین کا سامان کیا میت کو تابوت میں رکھا روشنی کے لئے کھجور کی شاخوں کی مشعل بنائی مشعل کی روشنی میں جنازہ لے کر نکلے ان پر نماز جنازہ پڑھی اور رات ہی کے وقت دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر عیادت کے بہانے خبر لینے چلے۔ راستے میں ایک مرد قریش سے ملاقات ہوئی پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے کہا حضرت علیؑ کے پاس حضرت فاطمہ کی تعزیت ادا کرنے گیا تھا پوچھا کیا وہ مر گئیں؟ اس نے کہا ہاں بلکہ نصف شب کو وہ دفن بھی ہو گئیں۔ یہ سن کر دونوں بہت چیخے چلائے اور حضرت علیؑ کے پاس آئے اور کہا خدا کی قسم تم نے ہم لوگوں کے ساتھ برائی کرنے کا ایک موقع بھی نہیں چھوڑا اور یہ صرف اس لئے ہے کہ تمہارے دل میں ہم لوگوں کی طرف سے بغض اور کینہ بھرا ہوا ہے اس موقع پر بھی تم نے وہی کیا جبکہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود غسل دے دیا اور ہم لوگوں

کو اس میں شریک نہ ہونے دیا۔ پھر تمہارے فرزند نے حضرت ابو بکر سے باآواز بلند پکار کر کہا کہ میرے باپ کے منبر سے اتر جاؤ۔ حضرت علیؑ نے کہا اگر میں حلف سے کوئی بات کہوں تو تم لوگ اس کو سچ مان لوگے؟ انہوں نے کہا ہاں تو حضرت علیؑ ان دونوں کو مسجد میں لے گئے اور کہا میں حلف سے کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے وصیت کی تھی اور مجھے ہدایت کی تھی کہ سوائے ہمارے ابن عم کے ہماری شرمگاہ پر کوئی مطلع نہ ہو اس لئے میں نے خود ان کو غسل دیا ملائکہ نے ان کو کروٹ بدلواتے رہے اور فضل بن عباس جن کی آنکھوں پر پٹی باندھی ہوئی تھی پانی ڈالتے رہے۔ غسل دیتے وقت میں نے چاہا کہ آنحضرت کی قمیص اتار دوں ایک ندا دینے والے نے گھر کے اندر سے آواز دی۔ میں نے ان کی صورت تو نہیں دیکھی آواز سنی کہ رسول اللہ کی قمیص نہ اتاریں اور یہ آواز میں نے کئی بار سنی تو قمیص کے اندر ہاتھ ڈال کر انہیں غسل دیا۔ پھر آپؐ کا کفن پیش کیا گیا میں نے انہیں کفن پہنایا اور پھر آپ کی قمیص اتاری۔ اب رہ گئی میرے فرزند حسن کی بات تو تم دونوں بھی جانتے ہو اور سارے اہل مدینہ بھی جانتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں ہوتے تو حسن صفوں کو چیرتے ہوئے جاتے اور آنحضرت کی پشت پر بیٹھ جایا کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح کھڑے ہوتے کہ آپ کا ایک ہاتھ حسن کی پشت پر ہوتا اور دوسرا ہاتھ گھٹنے پر ہوتا اور اس طرح آنحضرتؐ اپنی نماز قائم کرتے تھے۔ ان دونوں نے کہا ہاں ہم لوگ جانتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے پھر کہا اور تم لوگ اور سارے مدینے والے یہ بات جانتے ہیں کہ حسن دوڑتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے اور آپ کی گردن پر بیٹھ جایا کرتے تھے اور اپنے دونوں پاؤں آنحضرتؐ کے سینے پر لٹکا دیتے یہاں تک کہ ان کے پاؤں کے خلخال کی چمک مسجد کے آخر تک لوگ دیکھتے اور حسن اس طرح مسلسل آپ کی گردن پر بیٹھے رہتے کہ اپنا خطبہ اختتام تک پہنچا دیتے۔ اب اس لڑکے نے جب یہ دیکھا کہ اس کے باپ کے منبر پر کوئی اور شخص بیٹھا ہے تو اس کو شاق گزرا (اور اس نے کہہ دیا میرے باپ کے منبر سے اتر جاؤ)۔ خدا کی قسم نہ ہی میں نے اس کو حکم دیا کہ ایسا کہو اور نہ اس نے میری ایماء سے ایسا کہا۔

اب رہ گیا فاطمہ زہرا کا معاملہ تو ان سے ملاقات کی خود میں نے تم لوگوں کو اجازت دلوائی تھی مگر تم لوگوں نے جو گفتگو انہوں نے کی تم لوگوں نے دیکھ ہی لیا۔ خدا کی قسم انہوں نے مجھے وصیت کر دی تھی کہ تم دونوں ان کے جنازے میں شریک نہ ہو اور نہ تم دونوں ان کی نماز جنازہ میں ہو اس لئے میں مجبور تھا ان کی وصیت کے خلاف نہیں کر سکتا تھا۔ اس پر حضرت عمر نے کہا اچھا یہ بحث چھوڑو ہم لوگ قبرستان جاتے ہیں اور ان کی قبر کھود کر ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا خدا کی قسم اگر تم نے اس ارادے سے ذرا بھی قدم بڑھایا تو سمجھ لو کہ وہاں پہنچنے سے پہلے یہ سر، جبیں اور تمہاری یہ دونوں آنکھیں اڑ جائے گا اس لئے قبل اس کے کہ تم لوگ وہاں پہنچو میں سوائے تلوار کے تم سے کوئی اور معاملہ نہ کروں گا۔ پس حضرت علیؑ اور حضرت عمر کے درمیان تند و ترش باتیں شروع ہو گئیں بلکہ ضرب و شتم کی نوبت پہنچی۔ مہاجرین و انصار جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ خدا کی قسم ہم لوگ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابن عم ان کے بھائی اور ان کے وصی کو برا بھلا کہا جائے اور قریب تھا کہ کوئی فتنہ کھڑا ہو جاتا دونوں ہٹا دیئے گئے۔

باب (۱۵۰) وہ سبب جس کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جس کو سورۂ برائت دیکر بھیجا تھا اس کو واپس بلا لیا اور اس کے بدلے حضرت علی علیہ السلام کو بھیجا

(۱) بیان کیا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن اسحاق نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن یحییٰ بن زہیر نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے یوسف بن موسیٰ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے مالک بن اسماعیل نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے منصور بن ابی اسود نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے کثیر ابو اسماعیل نے روایت کرتے ہوئے جمیع بن عمیر سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے جامع مسجد میں نماز پڑھی تو